احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ
فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۳/۷۸ ہفتہ ۱۴/ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ ' ۲ اخاء ۱۳۷۲ ھش ' ۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء نمبر ۲۱۹

خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو

خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ خسر سے محفوظ رہتے ہیں۔ اول وہ تکمیل علمی کرتے ہیں اور پھر عمل بھی گندے نہیں کرتے بلکہ علمی تکمیل کو عملی تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور پھر یہ کہ جب انہیں کامل بصیرت حاصل ہو جاتی ہے اور ان کے کمال علم کا ثبوت کمال عمل سے ملتا ہے' تو پھر وہ بخل نہیں کرتے' بلکہ (نیک باتوں کی نصیحت کرتے ہیں) پر عمل کرتے ہیں۔ لوگوں کو بھی اس حق کی دعوت کرتے ہیں' جو انہوں نے پایا ہے۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اعمال کی روشنی بھی دکھاتے ہیں۔ واعظ اگر خود عمل نہیں کرتا' تو اس کی باتوں کا کچھ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہ بھی قاعدہ کی بات ہے کہ اگر خود آدمی کہے اور کرے نہیں' تو اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۲۳)

سب مذاہب دعا کو کامیابی کی کنجی قرار دیتے ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

دعا کا مسئلہ بھی ایک بہت بڑا اہم مسئلہ ہے اور جہاں تمام بڑے بڑے اہم مسائل میں مختلف مذاہب کا اختلاف ہوا ہے وہاں اس مسئلہ کے متعلق بھی کچھ اختلاف ہے اور پھر صرف مختلف مذاہب کا ہی اختلاف نہیں بلکہ ہر ایک مذہب کے مختلف فرقوں کا آپس میں بھی اختلاف ہے۔ ان تمام اختلافات کو تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کرتے ہوئے اور ایک وقت کے لئے علیحدہ رکھتے ہوئے اگر کوئی غور کرے تو ضرور اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ جس قدر لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے کے مدعی ہوئے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی تائید اور مدد سے جماعتیں قائم کی ہیں تمام کے تمام دعا کے اثر اور مفید ہونے کے صرف قائل ہی نہیں رہے بلکہ اپنی تمام کامیابیوں کی کنجی دعا کو بتاتے رہے ہیں خواہ وہ ہندوستان کے بزرگ ہوئے ہیں یا ایران کے' خواہ شام کے ہوئے ہیں یا عرب کے کسی ملک کے ہوں تمام اس مسئلہ پر متفق ہیں۔ ان کے پیرووں میں اختلاف ہے۔ دعا کی تفصیلات میں ان کے ماننے والوں میں اختلاف ہے مگر دعا کے اغراض میں۔ اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والوں میں اختلاف ہے۔ مگر دعا کے طریق میں۔ لیکن دعا میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ ویدوں کو پڑھ لو باوجود اس کے کہ ہزاروں قسم کی باتیں اس میں ملا دی گئی ہیں اس لئے حقیقت سے بہت دور چلا گیا ہے۔ مگر پھر بھی اس میں دعاؤں کا بہت بڑا حصہ پایا جاتا ہے اسی طرح ژند اوستاء میں ہے۔ پھر سب سے آخری مذہب والے جو اسلام کے قریب ہیں یہودی اور عیسائی ہیں ان کی مذہبی کتب کو دیکھنے سے بھی یہی پتہ لگتا ہے کہ دعاؤں پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ تو ہر ایک مذہب کے بانیوں کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک دکھ تکلیف اور مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ ہی کو پکارتے رہے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کسی دنیاوی طاقت کا سہارا ڈھونڈتے نظر نہیں آتے۔ بلکہ خدا ہی کے حضور گرتے اور دعا کرتے ہیں پھر حضرت مسیح پر جب مصیبت کا خطرناک وقت آتا ہے تو اس کی کیفیت (....) بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ حکام کے پاس رہائی کے لئے بھاگے جاتے۔ میموریل بنا کر بادشاہ کو پہنچانے کی تجویز کرتے۔ یہی کرتے ہیں کہ خدا کے حضور جھکتے اور اپنی جماعت کو بھی یہی حکم دیتے ہیں کہ بہت کٹھن وقت ہے جا کر دعائیں کرو پھر سب سے آخری کتاب لانے والا نبی جو تمام نبیوں کی خوبیوں کا جامع۔ تمام کمالات۔ تمام علوم اور تقویٰ وطہارت۔ پرہیزگاری اور قرب الٰہی کے تمام مدارج رکھنے والا تھا وہ چونکہ قرب الٰہی میں تمام انبیاء سے بڑھ کر تھا اس لئے سب سے زیادہ دعاؤں میں مشغول رہا۔ اور جیسا آپ کا درجہ تھا اس کے مطابق دعائیں بھی بڑی کثرت سے کیں۔

(از خطبہ ۶/اگست ۱۹۱۵ء)

جسوال برادران کو حضرت بانی سلسلہ کا تبرک عطا کیا گیا

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۳ء کے تیسرے دن ۱۲/ستمبر ۱۹۹۳ء کو اپنے اختتامی خطاب سے قبل ڈش انٹینا کے ذریعے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات دنیا بھر کو دکھانے کے ذمہ دار چار جسوال برادران کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کپڑوں کے ایک ایک ٹکڑے کا تبرک اپنے دست مبارک سے عطا فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری چھوٹی ہمشیرہ امتہ الرشید بیگم نے مجھے لکھا کہ جسوال برادران نے حضور ایدہ اللہ کے خطبات سنوانے کا جو نظام جاری کیا ہے ہم پاکستان کے رہنے والوں کے دلوں پر ان کے تشکر کے جذبات کا اتنا گہرا اثر ہے کہ ہم ہمیشہ اپنی دعاؤں میں ان کو شامل کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سوچا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی تشکر نہیں ہو سکتا کہ میں ان چاروں کے لئے حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کپڑوں کا ایک ایک ٹکڑا تبرک کے طور پر بھجوا دوں۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ کے متبرک کپڑوں میں سے چار ٹکڑے علیحدہ علیحدہ فریم میں جڑوا کر ایک خط کے ساتھ اپنی طرف سے اور ساری جماعت کی طرف سے جسوال برادران کو بھجوا رہی ہوں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد چاروں جسوال برادران کو باری باری بلا کر یہ نادر اور متبرک تحفہ اپنے ہاتھ سے پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ان چاروں جسوال برادران کو یہ تبرک بہت بہت مبارک کرے اور ان کو بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی سعادت عطا کرے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغاسیف اللہ- پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲ / اخاء ۱۳۷۲ ہش
۲ / اکتوبر ۱۹۹۳ء

ہمارا موجودہ دور- اور تربیت

حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں "تربیت کا مضمون ایک دائمی مضمون ہے اور اس کا تعلق کسی خاص زمانے یا موسم سے نہیں لیکن بعض زمانے ضرور ایسے آتے ہیں کہ تربیت کے مضمون میں شدت پیدا ہو جاتی ہے اور وقت تقاضا کرتا ہے کہ تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دی جائے آج کل جماعت جس دور سے گذر رہی ہے یہ ایک ایسا دور ہے اور مختلف پہلوؤں سے وقت متقاضی ہے کہ ہم اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی طرف غیر معمولی توجہ دیں۔"

عمومی تربیت تو بچے کی پیدائش ہی کے وقت سے شروع ہو جاتی ہے بلکہ اس سے بھی پہلے سے۔ جوں جوں بچہ عمر میں بڑھتا ہے اور اپنے ماحول کو دیکھنے اور پہچاننے لگتا ہے اس کی تربیت کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ وہ ہر جگہ سے آوزیں سنتا بھی ہے اور لوگوں کو دیکھتا بھی ہے۔ اور اس طرح ان سب باتوں کا اثر لیتا ہے۔ ان میں اچھی باتیں بھی ہو سکتی ہیں اور بری باتیں بھی۔ اسے بتانے کی ضرورت پڑتی ہے کہ اچھی بات کونسی ہے اور بری کونسی۔ اچھی باتوں کو اس کے ذہن اور دل میں پختہ کرنا پڑتا ہے اور بری باتوں سے اسے باز رکھنا پڑتا ہے اور ان کی برائی کی وجہ سمجھا کر ہمیشہ کے لئے اسے بری باتوں سے گریز کرنے کی عادت ڈالنی ہوتی ہے۔ اگرچہ بڑے -- بعض بڑی عمر کے لوگ۔ یہ سمجھیں کہ ان کا کام صرف دوسروں کی۔ یعنی بچوں اور نوجوانوں کی۔ تربیت کرنا ہے لیکن اگر زندگی کے پہلوؤں کی وسعت کی طرف نظر کی جائے تو معلوم ہو گا کہ بڑوں کو بھی ہمیشہ تربیت کی ضرورت رہتی ہے کبھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں شخص اتنا مکمل ہو گیا ہے کہ اب اسے کسی مزید اچھی بات کے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایک اسوۂ حسنہ بھیج کر اس بات کی تلقین فرمادی کہ اس کی ہر بات کی تقلید کی جائے۔ اور یہی اصل تربیت ہے یہ اسوہ سب کے لئے ہے۔ بچوں کے لئے۔ جوانوں کے لئے۔ بوڑھوں کے لئے۔ عورتوں کے لئے۔ مردوں کے لئے۔ پس عمر کے کسی حصہ میں بھی اپنی اور دوسروں کی تربیت سے غفلت نہیں برتی جا سکتی۔

یہ تو ہے تربیت کا عمومی رنگ لیکن جیسا کہ حضرت امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اب جماعت جس دور سے گذر رہی ہے تربیت کی ضرورت شدت اختیار کر گئی ہے۔ دنیا کے ہر علاقے میں لوگ دھڑا دھڑ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں انہیں بتانا ہے کہ جماعت ہے کیا۔ جماعت کو کیا کام کرنا ہے۔ جماعت کا کام کس طرح کیا جانا چاہئے۔ جماعت کے ہر فرد کا کردار کیا ہونا چاہئے۔ اسے اپنوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے اسے غیروں کے ساتھ کیسا نباہ کرنا چاہئے۔ اس کی اپنی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اور ان ذمہ داریوں کو کس طرح پورا کرنا ہے۔ یہ سب باتیں نئے آنے والوں کی تربیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور انہیں باتوں نے تربیت کی ضرورت میں شدت پیدا کر دی ہے۔

کبھی ہنس رہا ہوں کبھی رو رہا ہوں
نہ کچھ پا رہا ہوں نہ کچھ کھو رہا ہوں
کبھی یوں لگا خواب میں جاگ اٹھا
کبھی جاگتے جاگتے سو رہا ہوں

ابوالاقبال

اُن کا انداز زمانے سے جدا لگتا ہے
جو بھی ارشاد وہ فرمائیں بجا لگتا ہے

نقش جو بھی نظر آتا ہے جفا کیشی کا
عکسِ جاں بازیِ اربابِ وفا لگتا ہے

منحصر لالہ و گل پر نہیں گلشن کی بہار
موسم گل میں ہر اک پھول بھلا لگتا ہے

دل ہو مسرور تو ہوتا ہے نگاہوں پہ اثر
کوئی موسم ہو ہر اک پیڑ ہرا لگتا ہے

سحر انگیز ہے یہ صانع قدرت کا کمال
دل میں جو نقش ابھرتا ہے نیا لگتا ہے

عدل و انصاف سے رخ پھیر لیا ہے سب نے
جس سے حق بات کہیں اُس کو برا لگتا ہے

جان پڑ جاتی ہے پیتے ہیں جو ٹھنڈا پانی
جرعۂ آب ہمیں آبِ بقا لگتا ہے

جانے کس خوف سے کرتا نہیں میں دل سے سوال
وہ جو محبوب خدا ہے ترا کیا لگتا ہے

کسی تدبیر سے رکتے نہیں احکام قضا
موت کا تیر نشانے ہی پہ جا لگتا ہے

تیرے چہرے سے عیاں ہے ترے دل کی حالت
راز کوئی تیرے سینے میں چھپا لگتا ہے

یہ تو تمکیں کا تقاضہ ہے تغافل تو نہیں
تجھ کو کیوں ان کا یہ انداز جفا لگتا ہے

ہو جو توفیق تو کرتا ہوں برابر کا سلوک
اس سے مطلب نہیں میرا کوئی کیا لگتا ہے

وہ بھی ہوتا ہے مرے واسطے اک عید کا دن
کوئی دشمن جو مرے سینے سے آلگتا ہے

عہد ماضی کے جھمیلے ہیں نقاب و چلمن
کون اس دور میں پابند حیا لگتا ہے

سامنے سب کے ہے ابلیس کا انجام سلیم
پھر بھی انسان گرفتارِ انا لگتا ہے

سلیم شاہ جہان پوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکارِ عالیہ

آج کے اس خطاب کے لئے میں نے گھر کا عنوان منتخب کیا ہے۔ آج کے اس جدید دور میں دنیا کو امن کی تلاش ہے اور امن کی تلاش میں دنیا سرگرداں ہر اس امکانی گوشے پر نگاہ رکھ رہی ہے جہاں سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں امن کے حصول کی کوئی توقع ہو سکتی ہے اور ہر اس راہ پر دوڑتے چلے جاتے ہیں جہاں وہ امید رکھتے ہیں کہ اس راہ پر آگے بڑھنے سے ہمیں امن نصیب ہو جائے گا لیکن امن کے قریب ہونے کی بجائے دن بدن امن سے دور ہٹتے چلے جارہے ہیں۔ امن کی تلاش میں وہ گلیوں میں بھی نکلتے ہیں' شہروں میں بھی اور ملکوں میں سرگرداں پھرتے ہیں لیکن وہ امن جو گھر میں نصیب ہو سکتا ہے وہ دن بدن ان کے گھروں کو ویران چھوڑتا چلا جارہا ہے جیسے پرندہ گھونسلے کو چھوڑ کر اڑ جائے اسی طرح امن گھروں کو چھوڑ کر رخصت ہوتا چلا جارہا ہے۔ آج کے معاشرہ میں خواہ دنیا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو مشرق سے تعلق رکھتی ہو یا مغرب سے تعلق رکھتی ہو' شمال سے یا جنوب سے 'سب سے اہم ضرورت گھروں کی تعمیر نو ہے۔

جب ہم گھر کی بربادی کا نقشہ سوچتے ہیں اور خاندانوں کے ٹوٹنے کا تصور باندھتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں بالعموم مغربی معاشرے کا خیال ابھرتا ہے اور مغربی معاشرے کی بعض برائیاں ہیں جن پر نظر پڑتی ہے اور سمجھتے ہیں کہ گھروں کے ٹوٹنے کی بڑی ذمہ داری مغربی تہذیب پر ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو مشرق بھی بہت بڑی حد تک ذمہ دار ہے اور بہت سی ایسی معاشرتی خرابیاں مشرق میں پائی جاتی ہیں جن کا مغرب میں کوئی وجود نہیں اور وہ گھروں کے توڑنے میں بہت ہی زیادہ خطرناک کردار ادا کر رہی ہیں میں نے اس مضمون سے پہلے تقویٰ کی نظر سے صورت حال کا جائزہ لیا تو مجھے بعض ایسی باتیں دکھائی دیں جن کے نتیجہ میں میں سمجھتا ہوں کہ بعض پہلوؤں سے مشرقی معاشرہ زیادہ خطرناک صورت حال پیدا کر رہا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مغربی تہذیب نے بھی گھروں کو توڑا ہے اور دن بدن توڑتی چلی جارہی ہے اور اس کے نتیجہ میں دن بدن معاشرہ زیادہ دکھوں میں مبتلا ہو رہا ہے لیکن ان کے گھر کو توڑنے کا انداز نفرت پر مبنی نہیں بلکہ بے حسی اور عدم توجہ کے نتیجہ میں ہے اور ذاتی خود غرضیوں کے نتیجہ میں ہے۔ ذاتی خود غرضیاں تو دنیا میں ہر جگہ اسی قسم کا کردار ادا کیا کرتی ہیں لیکن ہمارے مشرق میں جو تہذیبی خرابیاں پائی جاتی ہیں جو معاشرتی خرابیاں پائی جاتی ہیں وہ محض تعلقات کو توڑتی نہیں بلکہ محبت کی بجائے ان میں نفرت کے رشتے قائم کرتی ہیں اور خاندانوں کے درمیان شریکے کا جو لفظ آپ نے سن رکھا ہے جو ہماری صدیوں کو تہذیب کا ورثہ ہے ویسا کوئی تصور آپ کو مغرب میں دکھائی نہیں دے گا اور یہ جو ہمارے ہاں شریکے کا تصور پایا جاتا ہے یہ بہت سی معاشرتی خرابیوں کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے۔ اس لئے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جب نصیحت کی جائے تو پہلے تمام صورت حال کا جائزہ لے کر بیماری کا تجزیہ کیا جائے پھر دونوں فریق کو' جہاں جہاں کوئی نقص دکھائی دے' اس نقص کی طرف متوجہ کیا جائے اور تقویٰ کے ساتھ اللہ کے نام پر نیک نصیحت کی جائے۔

جہاں تک مشرقی معاشرے کی خرابیوں کا تعلق ہے اس میں ہمارے رشتوں کا بظاہر مضبوط ہونا عملاً ان رشتوں میں دوری پیدا کرنے کا موجب بن رہا ہے۔ مغرب میں چونکہ گھر الگ الگ ہو جاتے ہیں اور ایک بڑے خاندان کے اکٹھے بسنے کا تصور نہیں ہے یا اگر تھا تو تاریخ میں بہت پیچھے رہ گیا ہے لیکن ہمارے ہاں اکثر مشرقی ممالک میں خاندان زیادہ وسیع ہیں اور ان کے باہمی روابط دیکھنے میں مضبوط ہیں اور بعض صورتوں میں ایک ہی گھر میں صرف بہو' بیٹا اور ساس اور داماد وغیرہ یہ سارے اکٹھے نہیں رہتے بلکہ چچا' تایا اور دوسرے رشتہ دار بھی رہتے ہیں اور بعض علاقوں میں تو ان کا ایک ہی کچن ہوتا ہے یعنی ایک ہی مطبخ سے ان کا کھانا تیار ہوتا ہے اور بعض بڑے خاندانوں میں ان کی تجارتوں کے باہمی حساب کتاب بھی نہیں کئے جاتے اور نہ صرف یہ کہ غیر احمدی معاشرہ میں بلکہ احمدی معاشرہ میں بھی ایسی خرابیاں دیکھنے میں آئی ہیں کہ باپ فوت ہو گیا یا ماں فوت ہو گئی اور جائیداد بانٹی نہیں گئی بلکہ یہ سمجھا گیا کہ ہمارے خاندان کو اکٹھا رکھنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے حق کا مطالبہ نہ کرے اور کوئی شخص اس بات پر زبان نہ کھولے کہ میری ماں یا میرے باپ کی جائیداد کا مجھے بھی حصہ دو۔ بڑے بھائی یا خاندان میں اگر کوئی اور بڑا ہے تو اس کے سپرد معاملات رہے اور خاموشی سے لوگوں کے سینوں میں شکوے پلتے رہے اور دن بدن تکلیف بڑھتی رہی۔ یہ احساس بڑھتا رہا کہ جس کے ہاتھ میں انتظامات ہیں یا جس کے نام پر جائیداد ہے وہ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ استفادہ کر رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں پہلی نسل بعض دفعہ اس بات کو برداشت کر بھی جاتی ہے لیکن آئندہ جو بچے پیدا ہوتے ہیں اور جوان ہوتے ہیں ان کے دل میں بظاہر محبت کا رشتہ محبت کے رشتے کی بجائے نفرت کے جذبہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ نیت اگر ابتدا میں نیک بھی تھی تو چونکہ غلط اقدام تھا اس لئے وہ نیک نیت اچھا پھل نہیں دے سکی اور اچھا پھل نہیں دے سکتی۔

یہ ایک مثال ہے لیکن عملاً میرے سامنے ایسے بہت سے معاملات آتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کی غلط روایات جو (دین) کے خلاف ہیں وہ یقیناً بد نتائج پر منتج ہوتی ہیں اور اس سے معاشرہ میں محبت بڑھنے کی بجائے نفرت پھیلتی ہے۔ پس وہی معاشرہ صحیح معاشرہ ہے جو آپ کو دنیا میں پیش کرنے کا حق ہے۔ جو (دین...) کی تعلیم پر مبنی ہے اور اس معاشرہ کا کوئی رنگ نہیں ہے نہ وہ مشرق کا ہے نہ مغرب کا۔ نہ وہ سیاہ ہے نہ سفید' وہ نورانی معاشرہ ہے۔ پس اس حد تک معاشرے کو Universalize (آفاقی) کرنا چاہئے اس کو تمام دنیا میں پھیلانا چاہئے اور تمام بنی نوع انسان کی قدر مشترک بنانے کی کوشش کرنی چاہئے جس حد تک کسی معاشرے کے پہلو (دین) سے روشنی پا رہے ہیں اور اس کی بنیادیں (دین) میں پیوستہ ہیں مگر ہمارے ہاں یہ غلط تصور پایا جاتا ہے کہ مشرقی معاشرہ گویا (دینی) معاشرہ ہے اور یہ تصور غلط ہے۔ مشرقی معاشرہ کے بعض پہلو (دینی) ہیں اور ان میں تہذیب اور مذہب باہم ایک دوسرے کے ساتھ جذب ہو کر ایک شکل اختیار کر گئے ہیں لیکن کثرت سے ایسے پہلو ہیں جو نہ صرف یہ کہ (دینی) نہیں بلکہ مذہبی اقدار کے معاند اور مخالف ہیں اور مذہبی اقدار سے ٹکرانے والے ہیں اور بت پرست تہذیب کا ورثہ ہیں۔ اس لئے احمدی خواتین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے رہن سہن اور طرز معاشرت کو (دین کے مطابق....) بنائیں خواہ وہ مشرق سے تعلق رکھتی ہوں وہ مغرب سے تعلق رکھتی ہوں۔

اب مشرقی معاشرے کا ذکر چل رہا ہے لیکن یہ تو بڑا مشکل کام ہے کہ سارے مشرقی معاشرے کا ذکر کیا جائے مگر میں اب جب مشرقی معاشرے کی بات کروں گا تو میری مراد یہ ہے کہ وہ احمدی خواتین جو مشرقی ممالک میں پیدا ہوئیں اور وہیں پلیں ان کا معاشرہ ایک پہلو سے مشرقی معاشرہ ہے لیکن لازم نہیں کہ ہر پہلو سے وہ (دینی) معاشرہ بھی ہو۔ اس لئے اگر انہوں نے دنیا کی معلمہ بننے کی کوشش کرنا ہے' اگر انہوں نے تمام بنی نوع انسان کی اس شدید ضرورت کو پورا کرنے میں کوئی اہم کردار ادا کرنا ہے کہ آج بنی نوع انسان کو گھر کی ضرورت ہے تو اچھا گھر بنا کر پھر اس گھر کے نمونے پیش کریں۔

آپ نے دنیا میں دیکھا ہو گا کہ جدید انجنیئرنگ کے اثر کے نتیجہ میں آج کل بڑی بڑی خوبصورت عمارتیں تعمیر ہوتی ہیں اور بعض عمارتیں ماڈل Model کے طور پر بنائی جاتی ہیں تاکہ وسیع پیمانے پر ویسے ہی گھر بنائے جائیں۔ وہ ماڈل کہاں ہے؟ یہ وہ سوال ہے جو مجھے پریشان کر رہا ہے۔ کون سا ایسا ماڈل ہے جس ماڈل کو ہم بنی نوع انسان کے سامنے (دینی) معاشرہ کے طور پر پیش کر سکیں۔ اگر احمدی خواتین نے وہ ماڈل پیش نہ کیا تو وقت کے اہم تقاضے کو پورا کرنے سے محروم رہ جائیں گی اور تمام بنی نوع انسان کو وہ (-) اکٹھا کرنے اور (-) کڑیوں میں منسلک کرنے میں ناکام رہیں گی اس لئے اس ضرورت کو جو میں آج آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں بہت اہمیت دیں۔ یہ مضمون چونکہ بہت وسیع ہے اس لئے میں حتی المقدور کوشش کروں گا کہ نکات کی صورت میں آپ کے سامنے باتیں رکھوں۔

(حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ ص ۴۱ تا ۴۵)

مخدوم مجیب احمد طاہر

تربیت اولاد

ہمارے معاشرے میں یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ چھوٹے بچوں کو بہلانے کی خاطر جھوٹ بول دیا جاتا ہے اور اس طرح خود ماں باپ بچے کو جھوٹ کی تعلیم دیتے ہیں مثلاً کوئی بچہ رو رہا ہو تو بعض اوقات اسے خاموش کرانے کی خاطر کہہ دیا جاتا ہے کہ تم جلدی سے خاموش ہو جاؤ تمہیں ابھی ٹافیاں ملیں گی۔ بچہ ٹافیوں کی خوشی میں خاموش ہو جاتا ہے۔ مگر والدین جھوٹا وعدہ کر کے اپنا اعتبار کھو دیتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ میں ایک جنرل سٹور سے کوئی چیز خریدنے گیا تو وہاں میرے جاننے والے صاحب اپنے تین چار سالہ بچے کے ساتھ دکان میں داخل ہوئے اور دکان دار سے کہنے لگے کہ فلاں ٹافیوں کا پیکٹ دے دیں۔ دکان دار نے مطلوبہ پیکٹ دے دیا۔ مگر وہ صاحب کہنے لگے کہ نہیں یہ بڑا پیکٹ نہیں لینا چھوٹا ایک روپے والا پیکٹ دے دیں۔ مگر بچہ ضد کرتا ہے کہ میں نے بڑا پیکٹ ہی لینا ہے۔ اب وہ صاحب بچے کو ٹالنے کی خاطر کہتے ہیں کہ "نہیں بیٹے وہ صحیح پیکٹ نہیں ہے۔ اس میں کڑوی گولیاں ہوتی ہیں"۔ مگر بچہ شاید وہ پیکٹ کہیں پہلے بھی لے چکا تھا کہنے لگا "نہیں ابو یہ کڑوی نہیں میٹھی گولیاں ہوتی ہیں میں نے یہی گولیاں لینی ہیں" اور بہت ضد کرنے لگا بالآخر ان صاحب کو وہی گولیاں خرید کر دینا پڑیں۔ مگر بچے کے ساتھ جھوٹ بول کر ایک تو خدا کی ناراضگی مول لی اور دوسرا بچے کو جھوٹ کی تعلیم دی۔ اور اس طرح بچے کے سامنے اپنا اعتبار ختم کر لیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فیض محمد صادق ایڈووکیٹ-لندن

عدالت عالیہ

پنجاب آرڈیننس نمبرا آف ۱۹۸۱ء کے ذریعہ لاہور ہائی کورٹ لاہور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ لاہور ہائی کورٹ لاہور کو پرنسپل سیٹ قرار دیکر تین نئے بینچ بنادئے گئے۔ ایک راولپنڈی دوسرا ملتان تیسرا بہاولپور۔ اس آرڈیننس کے ذریعہ ہائی کورٹس (اسٹیبلشمنٹ) آرڈر ۱۹۷۰ء (پریذیڈنٹ آرڈر نمبر۸ آف ۱۹۷۰ء میں بعض تبدیلیاں کی گئیں اور بعض نئے آرٹیکلز کا اضافہ کیا گیا۔ آرٹیکل (3B) ۳ کے ذریعہ بہاولپور' ملتان اور راولپنڈی سول ڈویژن سے متعلقہ جو کیس لاہور ہائی کورٹ میں پینڈنگ تھے وہ متعلقہ بینچز کو بھجوادئے گئے۔

جناب چیف جسٹس کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ (a) وہ ہر بینچ کی حدود مقرر کریں (b) کہ وہ کسی بینچ یا سرکٹ کورٹ میں پینڈنگ کیس دوسرے بینچ یا سرکٹ کورٹ کو منتقل کر دیں (c) یہ بھی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ بینچز میں یا سرکٹ کورٹس میں جو جج صاحبان کام کرنے کے لئے نامزد کئے جائیں وہ کس قسم کے کیسوں کا فیصلہ کریں مزید یہ کہ جو مناسب حکم ہو پاس کریں۔ آرٹیکل ۷-A کے ذریعہ یہ اختیار دیا گیا کہ چیف جسٹس اپنی کسی پاور یا کام کا اختیار کسی دوسرے جج صاحب کو دے سکتے ہیں۔ نوٹیفکیشن نمبر۹ جوڈیشل مورخہ ۸/۱/۸۱ کے تحت جناب چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے حکم فرمایا کہ راولپنڈی اور ملتان بینچ ۱۰/ جنوری ۱۹۸۱ء سے کام کریں گے جب کہ نوٹیفکیشن نمبر۴ جوڈیشل کے تحت مورخہ ۵/۱/۸۱ کو حکم ہو چکا تھا کہ بہاولپور بینچ مورخہ ۱۰/۱/۸۱ سے کام کرے گا۔

لاہور ہائی کورٹ لاہور اور اس کے بینچوں میں جو ارجنٹ کیس داخل کئے جاتے ہیں اگر وہ ہر لحاظ سے درست پائے جائیں تو اگلے کام والے دن سنے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ گیارہ بجے سے قبل دائر کئے جائیں وگرنہ وہ اس سے بھی اگلے کام والے دن سنے جاتے ہیں اگر کیس زیادہ ضروری ہو تو جناب چیف جسٹس یا سینئر جج صاحب اگر چیف جسٹس صاحب موجود نہ ہوں کے حکم سے اسی دن بھی سنا جا سکتا ہے۔ دفتری اوقات کے بعد بھی جج صاحبان کسی کیس کو موزوں وقت پر موزوں سمجھیں تو اپنی رہائش گاہ پر بھی سن سکتے ہیں۔ ارجنٹ کیس جو اگلے کام والے دن سنے جانے ہوں ان کی لسٹ غربی گیٹ کے پاس لگے ہوئے نوٹس بورڈ پر لگ جاتی ہے۔ موشن اور نوٹس کیسوں کی لسٹ وکلاء کو چلی جاتی ہے اگر کسی نے وکیل نہ کیا ہو تو کم از کم پندرہ روز قبل بذریعہ رجسٹرڈ اے ڈی نوٹس اطلاع دی جاتی ہے۔ ویسے قانون کے تحت ہر پارٹی ذمہ دار ہوتی ہے کہ وہ اپنے کیس کا خود خیال رکھے کہ وہ کب لگ رہا ہے۔

عدالت عالیہ میں کیس ذاتی طور پر یا وکلاء کے ذریعہ داخل کئے جاتے ہیں جن کی تحریر و ترتیب قانون کے مطابق ہونی چاہئے۔ ڈاک کے ذریعہ بھیجے گئے کیس واپس کر دیئے جاتے ہیں ماسوائے حبس بے جا کی درخواست کے جو سادہ کاغذ پر بھی بھیجی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص جیل میں ہو اور کوئی درخواست یا کیس داخل کرنا چاہے تو ایسی درخواستیں یا کیس جیل سپرنٹنڈنٹ کی معرفت بھجوانے ہوتے ہیں۔ بعض کیسوں میں ملزمان کے لئے وکلاء عدالت عالیہ سرکاری خرچ پر مقرر کرتی ہے۔ جب کسی ملزم کا کیس' جس میں موت کی سزا ہو سکتی ہو' عدالت عالیہ میں Original Jurisdiction کے تحت Trial کے لئے کوئی مجسٹریٹ بھجوائے تو مجسٹریٹ متعلقہ کے لئے لازم ہے کہ وہ ساتھ ہی یہ رپورٹ کرے کہ کیا ملزم نے اس کے سامنے کوئی وکیل کیا ہوا تھا اور کیا ملزم عدالت عالیہ میں کوئی وکیل اپنے Defence کے لئے کر سکتا ہے۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے لئے لازم ہے کہ وہ ایسے کیس میں جہاں ملزم کو عدالت عالیہ سے نوٹس ہو گیا ہو کہ کیوں نہ اس کی موت سے کم سزا کو سزائے موت میں تبدیل کر دیا جائے اور وہ باور کریں کہ ملزم اپنی غربت کی وجہ سے وکیل کرنے کے اہل نہ ہے اس بارہ میں وہ تعمیل شدہ نوٹس کے ہمراہ ایک سرٹیفکیٹ دیں۔ پھر ایسے کیسوں میں جہاں کسی ملزم کو سیشن کورٹ موت کی سزا دے اور کیس Confirmation کے لئے عدالت عالیہ کو بھجوائے تو یہ رپورٹ کرنا پڑتی ہے کہ کیا ملزم نے ان کے سامنے کوئی وکیل کیا ہوا تھا یا نہیں اور کیا وہ اپنے Defence کے لئے عدالت عالیہ میں وکیل کرنے کے قابل ہے۔ پھر ایسے کیسوں میں جہاں سیشن کورٹ سے کسی ملزم کو سزائے موت والے کیس سے بری کر دیا ہو اور سرکاری اپیل پر عدالت عالیہ نوٹس جاری کر دے کہ کیوں نہ اس کی بریت کے حکم کو توڑ کر اسے موت کی سزا دی جاوے تو ایسے کیس میں بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ رپورٹ کریں گے کہ کیا ملزم اپنی غربت کی وجہ سے وکیل نہ کر سکتا ہے اور سرکاری طور پر اس کو وکیل ملنا چاہئے' نہ صرف ایسے کیسوں میں عدالت عالیہ سرکاری خرچ پر وکیل مقرر کرتی ہے بلکہ دیگر کیسوں میں بھی وکیل مقرر کر سکتی ہے۔ جہاں ملزم غریب نہ ہو۔ اس سہولت میں ایک اور بات بھی شامل ہے کہ جو وکیل مقرر کیا جائے اس کے بارہ میں ملزم کو اطلاع دی جاتی ہے اور اس کی Conscent ضروری ہوتی ہے اگر ملزم کسی خاص وکیل کو کرنا چاہے تو ایسا وکیل فراہم کیا جاتا ہے جس میں ایسے وکیل کی Conscent ضروری ہوتی ہے مگر ایسے وکیل کو وہی فیس ملتی ہے جو عام سرکاری وکیل کو ملتی ہے۔ ایسے کیسوں میں جو ملزمان کو وکیل دئے جاتے ہیں ان کی لسٹ جناب چیف جسٹس صاحب کی Selection پر بنائی جاتی ہے۔ جہاں تک عام Litigation کا تعلق ہے اکثر لوگ متعلقہ قانون اور رولز سے بالکل واقف نہیں ہوتے کئی ایسے لوگ ٹاؤٹوں کے ہاتھوں یا بعض منشیوں کے ہاتھوں لٹ جاتے ہیں جو آئے دن مختلف اخراجات مانگتے ہیں۔ کبھی درخواست دینے کے بہانے کبھی کوئی کاپی حاصل کرنے کے بہانے اور کبھی اچھے وکیل کروا دینے کے بہانے۔ بعض اوقات مجسٹریٹ یا سول جج کے نام پر پیسے لئے جاتے ہیں۔ میں بطور وکیل یہ مشورہ دیتا ہوں کہ نہ کسی کو پیسے دیں نہ کسی سے پیسے لیں۔ ایک اہم بات جو دیکھنے میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی کے خلاف کیس درج ہوتا ہے تو F.I.R کی کاپی حاصل کرنا خاصہ مشکل کام بن جاتا ہے اس مشکل کے حل کے لئے ہوم سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ نے آئی جی پولیس کو ۲۰۹/۷۸ کو بذریعہ نمبر۷۸/۷۹-۴/P-III-H ایک خط تحریر کیا جس میں لکھا کہ عدالت عالیہ حکومت کے نوٹس میں یہ بات لائی ہے کہ شاید ہی کبھی F.I.R کی کاپی کسی ملزم کو یا اس کے وکیل کو فراہم کی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو ضمانت کی درخواست دینے میں سخت مشکل پیش آتی ہے یہ بھی لکھا کہ یہ ناانصافی ہے کہ کسی ملزم کو ضروری سہولت مہیا نہ کی جائے کیونکہ ضروری ہے کہ ملزم یا اس وکیل کو ریکارڈ تک رسائی ہو اور ملزم یا اس کے وکیل کی درخواست پر انہیں فوراً F.I.R کی کاپی مہیا کی جائے اور اسے پولیس کی مہربانی ہرگز تصور نہ کیا جائے اور ملزم یا اس کے وکیل کو F.I.R کی کاپی جونہی وہ طلب کریں فوراً مہیا کی جائے۔ یہ سوال بھی اہم ہے کہ عدالت عالیہ کے احکام کے خلاف کیا Remedy ہے بعض کیسوں میں سپریم کورٹ جانا پڑتا ہے اگرچہ بعض اوقات singleBench کے فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ میں ہی DivisionBench کے پاس اپیل کی جا سکتی ہے۔ یہ بات بھی جاننا ضروری ہے کہ جہاں عدالت عالیہ سنگل بینچ میں Civil Original JURISDICTION یا Criminal Qriginal Jurisdiction یا Extra Ordinary civil کے تحت کسی کیس کا فیصلہ کرے تو اپیل Bench Division کے پاس عدالت عالیہ میں ہی کی جا سکتی ہے عدالت عالیہ اگر کوئی اپیل سنے یا نگرانی سنے' سول ہو یا فوجداری تو اپیل عدالت عالیہ کے فیصلہ خلاف عدالت عالیہ میں نہیں بلکہ عدالت عظمیٰ میں رولز کے تحت کی جا سکتی ہے۔ Letters Patent کے تحت حکومت برطانیہ نے عدالت عالیہ قائم کی تھی اسی کے تحت عدالت عالیہ کو powers دی گئی تھیں پھر اگرچہ بعد میں بنائے گئے دستور پاکستان میں عدالت عالیہ کو Powers دی گئیں مگر Single Bench کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں کلاز 10-Letters Patent کے تحت جاتی رہیں بعد میں لاء ریفارمز آرڈیننس ۱۹۷۲ء کے تحت مختلف قوانین میں تبدیلیاں کی گئیں Letters Patent کو ختم کر دیا گیا لاء ریفارمز آرڈیننس ۱۹۷۲ء میں ACT-VIII آف ۱۹۷۲ء کے تحت بعض تبدیلیاں کی گئیں۔ اور مذکورہ آرڈیننس کے تحت سیکشن ۳(۱) کے تحت انٹر کورٹ اپیل (i.c.a) کا قانون بنایا گیا ان احکام کے خلاف جو دستور پاکستان کے تحت دی گئی درخواستوں پر پاس کئے جائیں شرط یہ رکھی گئی کہ ایسی درخواستیں جو اس حکم کے خلاف دائر کی گئی ہوں جن کے بارہ میں قانون میں پہلے ہی کسی اپیل کی گنجائش نہ دی گئی ہو کسی عورت کے پاس۔ ٹرائیبونل یا اتھارٹی کے پاس اور ایسے حکم کے خلاف عدالت عالیہ میں WRIT کی گئی ہو تو ایسے کیسوں میں اپیل نہ ہو سکے گی پھر مذکورہ آرڈیننس میں سیکشن ۳(۳) میں یہ لکھا گیا کہ اپیل درمیانی احکام کے بارے میں نہ ہو سکے گی۔ تاہم درمیانی احکام کے خلاف اپیل کے لئے بعد میں سیکشن 15

Code of civil procedure amendment - Ordinance 1980

جس کا متن

PLD 1980 Central Statutes Page79

پر ہے کے تحت حق دیا گیا کہ

Original Civil Jurisdiction

کے تحت کسی کیس میں درمیانی حکم جو Single Bench پاس کرے D.B کے پاس عدالت عالیہ میں ہی اپیل ہو سکے گی۔ جن کیسوں میں عدالت عالیہ میں عدالت کے حکم کے خلاف اپیل نہیں ہو سکتی ان کیسوں میں اپیل کے لئے سپریم کورٹ جانا پڑتا ہے۔ بعض اوقات سپریم کورٹ جانے کے لئے بعض کیسوں میں اپیل کا حق دیا گیا ہے بعض کیسوں میں اپیل کرنے کے لئے سپریم کورٹ میں اجازت حاصل کرنے کے لئے درخواست دینا

باقی ص ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا محمد اقبال

جمہوریت کی تاریخ

جمہوریت جسے انگریزی زبان میں (Democracy) کہاجاتا ہے سے مراد ایسی حکومت جس میں طاقت اور اختیارات عوام کے نمائندوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ گویا ایسی حکومت جو عوام کی، عوام کے ذریعے اور عوام کے لئے ہو۔ یہ نظام شخصی بادشاہت۔ ملوکیت اور اونچے طبقہ کے لوگوں کی حکومت کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ اس نظام میں ملک کے باشعور عوام کے نمائندے ہی اقتدار پر متمکن ہوتے ہیں۔ ایسا ملک جہاں حکومت منتخب نمائندوں کے ذریعہ قائم ہوئی ہو وہ جمہوریہ کہلاتا ہے۔ پاکستان بھی ایسے ممالک میں سے ایک ہے۔ ذیل کی سطور میں جمہوریت کے متعلق بعض ضروری معلومات درج کی جاتی ہیں۔

زمانہ قدیم میں جمہوریت ایک بڑی طاقت ہوا کرتی تھی۔ اس کے چند مخصوص اوصاف ہیں جو اسے دیگر نظام ہائے مملکت سے ممیز کرتے ہیں۔ عہد رفتہ میں یہ صرف شہروں تک محدود ہوا کرتی تھی اور دور دراز علاقوں سے نمائندگان کے بھیجنے کا طریقہ اور رواج نہیں تھا جو دیوان عام میں لوگوں کی بھلائی کے لئے بحث و تمحیص کریں "شہری" (Citizens) سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسمبلیوں میں عوام کے ذریعے منتخب ہوں اور نمائندگی کرتے ہوں زمانہ قدیم کی جمہوریت کا ایک اور خاص پہلو یہ ہے جس میں غلاموں کی ایک بہت بڑی تعداد سوائے چند حقوق کے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ گویا دنیا کی آبادی کا ایک بہت اہم حصہ کسی شمار میں نہیں ہوتا تھا۔

زمانہ قدیم کی ڈیموکریسی بڑی دلچسپ تاریخ رکھتی ہے۔ یونان کی جنگ اچانک پھوٹ پڑنے سے پہلے اس نے بلند مقام حاصل کرلیا تھا۔ اس جنگ کی وجہ یونان کی لیڈر شپ کے لئے سپارٹا (Sparta) اور ایتھنز کے درمیان اختلاف کا رونما ہوتا تھا۔ روم میں بھی امیر طبقہ اور عوام کے مابین لوگوں کی جاری جدوجہد کی تاریخ بڑے پیمانہ پر ریکارڈ رکھتی ہے یہاں تقریباً ۲سو برس قبل گراچی کے عہد میں جنگ پھوٹی جو جمہوریت کے بہت بڑے علمبردار جولیس قیصر کی کامیابی پر ختم ہوئی۔ جس کا مطلب ریپبلک (عوامی حکومت) کا خاتمہ اور شخصی حکومت جو اغسطس کے ماتحت قائم ہوئی کا مستقل قیام تھا۔ جرمن قبائل جنہوں نے رومی سلطنت کا تختہ الٹا تھا نے بھی آزاد لوگوں کی عام تنظیم کے لئے قابل توجہ طاقت حاصل کرلی۔ ڈیموکریسی کی اصطلاح ترقی یافتہ سیاسی انقلاب کو پیش کرتی ہے ازمنہ وسطیٰ میں عوامی حکومت کی نشوونما کے ساتھ اٹلی۔ فلینڈرز اور جرمنی کے بعض شہروں نے زمانہ قدیم کی طرح جمہوریت کے لئے اسی انداز میں کوشش شروع کردی جس کا تعلق شہری زندگی کے ساتھ رہا۔ تاہم یہ کوشش پرانی جمہوریت سے قدرے مختلف تھی۔ اس کا ایک اہم پہلو غلامی کا خاتمہ تھا۔ اس کا مقصد شہروں کی مطلق العنان حکومتوں کو متاثر اور محدود کرنا تھا جو اس عہد میں قائم ہو گئی تھیں۔ یہ عمل کچھ آہستہ آہستہ جاری رہا۔ اور اٹھارھویں صدی کے اختتام تک وینس ایک خود مختار مملکت تھی۔ ہیمبرگ ۱۸۸۸ء میں صرف جرمنی کی حکومت کے لئے برسرپیکار رہا۔ شہری زندگی کے ختم ہونے پر بھی امیر اور غریب کے درمیان تھوڑی بہت کشمکش جاری رہی۔

موجودہ دور کی جمہوریت زمانہ قدیم اور ازمنہ وسطیٰ کی جمہوریتوں سے لازمی طور پر کچھ مختلف ہے لوگ برگزز (Berguses) کی تنظیم کو زیادہ پسند نہیں کرتے۔ کئی ملین مرد اور عورتیں بے شمار ملکوں میں پھیل جانے کی وجہ سے نمائندگی کے ذریعہ حکومت کو بدل سکتے ہیں۔ اس طریقہ میں رائے دہندگان معقول تعداد میں اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ جو قانون سازی کرکے رفاہ عامہ کے امور پر بحث کرتے ہیں۔ ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ غلاموں اور ان غیر آزادانہ شرائط کو ختم کردیا گیا جو پہلے غالب ہوا کرتی تھیں۔ آزادی ضمیر رہائش اور کاروبار میں آزادی کو کم یا زیادہ طور پر محسوس کیا گیا۔ مقصد صرف تمام غالب طبقوں کو ختم کرکے قانون اور ترقی کی نظر میں مساوات قائم کرنا تھا۔

موجودہ دور میں جمہوریت جسے ہم دیکھ رہے ہیں کئی صدیوں کی سخت کوشش کا نتیجہ ہے۔ یہ کوشش مزید بہتر رنگ لائے گی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن ملکوں اور ریاستوں میں طوالف الملوکی غالب تھی ان میں جمہوریت نشوونما پاچکی ہے جیسے ڈینش لوگوں کا اونچے طبقہ کے خلاف ایک لمبا مقابلہ سپین میں ہوا۔ ۱۶۴۲ء اور ۱۶۸۸ء کے بڑے انگریزی انقلابات۔ ۱۷۷۶ء کی امریکہ میں خود مختاری کی جنگ۔ ۱۷۸۹ء کا بڑا فرانسیسی انقلاب اس ضمن میں انقلابی اوقات ۱۸۳۰ء ۱۸۴۸ء، ۱۹۰۶ء اور ۱۹۲۰ء قابل ذکر ہیں ۱۶۴۲ء اور ۱۶۸۸ء کے بڑے انگریزی انقلابات نے انگلینڈ میں پارلیمانی حکومت کو قائم کیا یہ دونوں انقلاب اگرچہ محدود بنیادوں پر تھے مگر ایک نئی طرز کی جمہوری حکومت کے قیام پر منتج ہوئے اور یہی دوسرے ممالک کے لئے اس طرح کی حکومتوں کے قیام کا نمونہ بنے جمہوریت کی ترقی میں ۱۷۸۹ء کا انقلاب سب سے بڑا واقعہ تھا یہ اگرچہ کچھ عرصہ ناکام رہا مگر اس نے پرانے زمانہ کے رسم و رواج کی بنیاد کو ہلا کر رکھ دیا اس نظام نے ہر جگہ نئے خیالات اور نئے نظریات کو پھیلایا ۱۸۳۰ء کے انقلاب نے یہ بات دکھائی کہ مروجہ شرائط ردعمل کے طور پر واٹرلو (Water Loo) کے واقعہ کے بعد کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔ ۱۸۴۸ء کی انقلابی تحریک نے فرانس اٹلی آسٹریا اور جرمنی کو بہت متاثر کیا ان تحریکات نے بادشاہت اور مطلق العنان نظام کا تختہ الٹ دیا اس دور کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ وہ حکومتیں جو اس انقلاب کو دبانے میں اہم کردار ادا کررہی تھیں انہیں اس کے بنیادی اصولوں کو اختیار کرتے ہوئے پایا یعنی ناروا امتیازی سلوک کا شعور، غلاموں اور مزدوروں کی اجرت، مختلف قبائل کے درمیان مساوات، اقتصادی خود انحصاری اور صنعتی نظام کو بڑی اہمیت ملی۔ مگر پھر ۱۹۱۷ء، ۱۹۱۸ء کے انقلاب میں جنگ کے برے اثرات ظاہر ہو گئے۔ انگلستان جن اصولوں پر کام کررہا تھا اور جن کو جمہوریت کے طور پر محسوس کیا جانے لگا تھا بڑا تاریخی مقصد قرار دیا گیا تیرھویں صدی میں پارلیمنٹ سائمن ڈی مونٹ فورٹ اور ایڈورڈ (ا) کے تحت عمل میں آئی یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں جمہوریت کے قیام کے لئے ۱۵/ جون ۱۲۱۵ء کو جو بڑا چارٹر تیار ہوا جسے میگنا کارٹا (Magna carta) کہا جاتا ہے کے چند اہم نکات کا ذکر کیا جائے۔

(۱) غیر ملکی تاجروں کو تجارت کے لئے آزادی ہوگی۔

(۲) انصاف کو فروخت نہیں کیا جائے گا۔

(۳) اس کے مہیا کرنے میں انکار اور تاخیر نہیں ہوگی۔

(۴) عام عدالتوں کا معیار بلند کیا جائے گا اور عام اپیلوں کی سماعت کے لئے گشتی عدالتیں قائم کی جائیں گی۔

(۵) عوام کی زندگی جائیداد اور آزادی ضمیر کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

(۶) بائیبل کو ساری ریاست میں اتھارٹی اور طاقت حاصل ہوگی۔

(۷) گرجے خود مختار ہوں گے۔

(۸) جو اس چارٹر کے اصولوں کی خلاف ورزی کرے گا اسے جرمانے اور سزا دی جائے گی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس چارٹر کو جان کنگ نے نوابوں کے سامنے پیش کیا تھا۔

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ انگلینڈ میں جمہوریت بڑے لمبے مقابلہ کے بعد مضبوطی سے قائم ہوئی لہٰذا اس کی پارلیمنٹ "پارلیمنٹوں کی ماں" کہلاتی ہے۔ یاد رہے کہ انگلینڈ اس معاملہ میں دوسرے ممالک سے پیچھے نہیں رہا جو اپنی ترقی کے لئے عوامی ادارے قائم کرنے والے ہوں۔ ۱۸۳۲ء کا اصلاحی بل درمیانہ طبقہ کے حقوق شہریت کے متعلق زیر بحث آیا لیکن یہ ۱۸۶۷ء اور ۱۸۸۵ء کی اصلاحات کے مطابق کامیاب ثابت نہ ہوا کیونکہ وہ دنیا کے مردوں کو حق رائے دہی نہ دے سکا لہٰذا ۱۹۱۸ء والا قانون بھی بے فائدہ نکلا۔ عورتوں کی آزادی کے بارے میں برطانیہ نے نیوزی لینڈ آسٹریلیا سیکنڈے نیویا فن لینڈ اور چند امریکن ریاستوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ یہ حکومت ایک مضبوط اور ٹھوس جمہوریت رکھتی ہے۔ وہ ممالک جنہوں نے پارلیمانی نظام کو اپنایا وہاں عوام کی طاقت سنجیدہ طور پر مختصر رہی جیسے جرمنی۔ ۱۹۱۸ء تک ایک جرمن شہزادہ جو خدائی حقوق کا دعویدار، مضبوط حکومت تلوار اور فوج پر انحصار کرنے والا تھا قابل ذکر ہے (جرمنی میں صدر یا وزیراعظم کو چانسلر کہا جاتا ہے یہ کسی زمانہ میں بادشاہ کا غلام ہوتا تھا) جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ موجودہ زمانہ کی جمہوریت کی امتیازی شکلیں جو شخصی آزادی کے لئے بہت عمدہ ہیں ایک فرد ان اصولوں سے اپنی آزادی ضمیر اور ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اپنے مستقبل کو بہتر شکل دے سکتا ہے کیونکہ قانون کی نظر میں عالمی رائے دہی مساوی طور پر نمائندوں کے ذریعہ عمل میں لائی جاتی ہے براعظم یورپ پر عالمی تعلیم کے ساتھ فوجی خدمات کے لئے ذمہ داریاں ضرورت سے زیادہ ڈالی گئیں جن کا مقصد یہ تھا کہ انسان ترقی کرے تاہم یہ کوششیں جنگ کو ختم نہیں کرسکیں۔ ۶ویں صدی میں برطانیہ کو ختم کرنے والے جرمن ممالک سوائے جنگ عظیم کے، ان ضروریات سے آزاد عمل کرتے تھے اگرچہ وہ کوئی ہی تھیوری یا نظریہ رکھتے ہوں۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ موجودہ زمانہ کی جمہوریت کی نشوونما ہاتھوں ہاتھ

بقیہ : ص ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرارداد تعزیت

لجنہ اماء اللہ شہر و ضلع فیصل آباد حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت ہائے احمدیہ کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ آپ ١٩٤٩ء میں فیصل آباد کے امیر مقرر ہوئے اور تا وفات یعنی ٢٨/ مئی ١٩٩٣ء تک انتہائی خوش اسلوبی سے اس منصب اعلیٰ کو نبھایا۔ آپ کی صحت و تندرستی والی فعال لمبی زندگی حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک دعا کے طفیل تھی حضور نے آپ کی پیدائش پر آپ کا نام 'محمد احمد' رکھتے ہوئے باعمر ہونے کی دعا دی اور شیخ صاحب در حقیقت حضرت اقدس کی صداقت کا نشان ٹھہرے۔

فیصل آباد کی ساری جماعت آپ کی عاشق تھی۔ ہر ایک سے یوں ملتے کہ اسے لگتا کہ امیر صاحب کا اسی سے سب سے زیادہ تعلق ہے۔ دعا کے لئے درخواست کی جاتی تو اس وقت تک درد دل سے دعاؤں میں لگے رہتے جب تک حاجتمند حاجت پوری ہونے کی اطلاع نہ دے دیتا۔ نیکی کا ہر پہلو آپ میں نمایاں تھا۔ سادگی، تقویٰ اور حسن اخلاق کا ایسا مرقع تھے کہ ہر ایک آپ کی طرف کھنچتا تھا۔ ادنیٰ سے اعلیٰ ہر کام میں جماعت کا فائدہ مد نظر رکھتے تھے۔ کبھی کسی کام میں خودنمائی کا پہلو نہیں ہوتا تھا۔

آپ کو نہایت اہم جماعتی خدمات سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ اعلیٰ پائے کے ماہر لسانیات تھے اور آپ کی زندگی میں ہی آپ کی کاوشوں کو عالمی سطح پر بھی تسلیم کیا گیا اور اعلیٰ اعزاز سے نوازے گئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد میں بھی آپ کی خوبیاں جاری رکھے اور آپ کی جماعت بھی آپ کے اعلیٰ نمونے کو سامنے رکھ کر اس مقام کو پالے جس کے پانے کے لئے آپ نے تمام عمر ہر کس و ناکس کی تربیت کی۔

ہم ممبرات مجلس عاملہ لجنہ پاکستان سلسلہ احمدیہ کے قدیمی اور مخلص خادم دین مکرم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مربی بلاد عربیہ کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہیں۔

آپ نے تمام زندگی خدمت دین میں گزاری۔ سالہا سال تک بلاد عربیہ میں خدمات سرانجام دیں اور پھر مرکز سلسلہ میں بھی اہم عہدوں پر فائز رہے۔ وفات سے پہلے تک آپ جامعہ احمدیہ میں بطور استاد کام کر رہے تھے۔

عملی میدان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کو بہت کامیابی حاصل ہوئی۔ پہلے احمدی سربراہ حکومت گیمبیا کے گورنر جنرل سر ایف۔ ایم سنگھاٹے بھی آپ ہی کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے۔

آپ دینی اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ انتہائی ملنسار، مونس و غمگسار، سادہ اور پر وقار شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے پرائے سب سے حسن سلوک سے پیش آتے۔

آپکی اولاد بھی سلسلہ سے گہری وابستگی رکھتی ہے۔ آپ کی بیٹی عصمت شریف صاحبہ نائب جنرل سیکرٹری کے طور پر کام کر رہی ہیں۔

ہم اس عظیم صدمہ میں ان کی بیوی اور بچوں سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعاگو ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کو جنت میں بلند مقام عطا فرمائے اور آپ کی تمام نیکیوں کو ان میں منتقل فرمائے۔

ممبرات مجلس عاملہ لجنہ پاکستان۔

مجلس انصار اللہ ربوہ کا یہ خصوصی اجلاس جو مورخہ ٣/ اگست ١٩٩٣ء کو منعقد ہوا اپنے ایک بزرگ سابق زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ و گیمبیا کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے آپ کو خدا تعالیٰ نے سالہا سال تک نہ صرف بلاد عربیہ میں بلکہ افریقہ میں بھی خدمت دین کی توفیق بخشی۔ عربی رسالہ "البشریٰ" کے مدیر رہے اور متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ اس کے علاوہ آپ نے مرکز میں مختلف اہم ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق پائی۔ آپ اپنے آخری ایام تک ایک نافع الناس وجود کے طور پر جامعہ احمدیہ میں بطور پروفیسر سلسلہ کی خدمات ادا کرتے رہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ان غیر معمولی جماعتی خدمات کی وجہ سے قطعہ خاص میں تدفین کی اجازت فرمائی ہم اپنے اس بے نفس، انتھک اور بے لوث خدمت کرنے والے مجاہد بھائی کی وفات پر غمزدہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے جملہ لواحقین کو صبر سے یہ صدمہ برداشت کرنے اور آپ کی دعاؤں کا وارث بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم ہیں ممبران مجلس انصار اللہ ربوہ

ممبران مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان، قائدین علاقہ اور قائدین اضلاع کا یہ اجلاس سلسلہ احمدیہ کے جید عالم دین، مخلص خادم سلسلہ، سحر طراز مقرر و مصنف، سابق نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ و سابق ایڈیٹر رسالہ "خالد" مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

محترم مولانا غلام باری صاحب سیف نے دینی تعلیم جامعہ احمدیہ قادیان سے حاصل کی جس کے بعد آپ کو حدیث کی خصوصی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بیروت بھجوایا گیا۔ وہاں سے واپسی کے بعد آپ عرصہ دراز تک جامعہ احمدیہ میں پڑھاتے رہے کچھ عرصہ آپ جامعہ احمدیہ کے وائس چانسلر بھی رہے۔ ذیلی تنظیموں میں خدام الاحمدیہ اور پھر انصار اللہ میں بھی آپ خدمات بجالائے۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ کے نائب صدر صف دوم رہے۔

مولانا غلام باری صاحب سیف رسالہ "خالد" کے سب سے پہلے ایڈیٹر مقرر ہوئے نیز آپ کو ماہنامہ "انصار اللہ" کے ایڈیٹر کے طور پر بھی کام کرنے کا موقعہ ملا آپ کی یادگار کتب میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔ "محمد ﷺ" "احادیث الاخلاق" "روشن ستارے" "سیرت حضرت عمر فاروقؓ" "دو بھائی"۔

مولانا موصوف کو ممبر قضاء بورڈ، رکن تدوین فقہ کمیٹی اور ممبر مجلس افتاء وغیرہ کی حیثیت سے خدمت دین کا بھی موقعہ ملا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

(ہم ہیں) ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان، قائدین علاقہ و قائدین اضلاع

لجنہ اماء اللہ۔ کراچی کی طرف سے محترمہ بشریٰ داؤد صاحبہ کی وفات پر ہم اراکین مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی و مربیان سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کراچی آج کے اجلاس عاملہ منعقدہ ٢١-٧-٩٣ میں مکرمہ و محترمہ بشریٰ داؤد صاحبہ زوجہ محترم داؤد احمد قریشی صاحب (پریزیڈنٹ حلقہ صدر) و بنت محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب (نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی) کی اچانک وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔

آپ لجنہ اماء اللہ کراچی کی ایک نہایت مخلص، فدائی اور بے لوث خدمت کرنے والی خاتون تھیں۔ آپ لجنہ اماء اللہ کراچی کے شعبہ اصلاح و ارشاد کی سیکرٹری تھیں۔ اور ایک لمبے عرصہ سے اپنے فرائض منصبی نہایت خوش اسلوبی اور احسن رنگ میں ادا کرتی چلی آرہی تھیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حسن خطابت/تقریر میں ایک خاص دل موہ لینے والا ملکہ عطاء کیا ہوا تھا۔ آپ لجنہ میں بہت مقبول اور ہر دل عزیز تھیں۔ اور لجنہ کے لئے ایک عظیم سرمایہ تھیں۔

صائمہ مریم ثمر

آٹوگراف

آٹوگراف کی اہمیت و افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ ہر سال سکول اور کالج سے فارغ التحصیل طلبہ اپنے اساتذہ سے آٹوگراف کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مشہور شخصیات سے آٹوگراف لینا فخر کی بات سمجھا جاتا ہے سکول و کالج سے ملنے والے آٹوگراف ایک طالب علم کے لئے خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ بعض اوقات یہی آٹوگراف ان کی زندگی کی کامیابی کا سنگ میل بھی ثابت ہوسکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آٹوگراف ایسے دیئے جائیں جو ایک طالب علم کی راہ کا صحیح تعین کرسکیں اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کوئی طالب علم اپنی ٹیچر سے آٹوگراف مانگتا ہے۔ تو اسے عام طور سے کورا سا جواب دے دیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے سارا سال ہماری باتوں پر عمل نہیں کیا اب آپ آٹوگراف لے کر کیا کریں گے میں اس سے اختلاف کرتی ہوں۔ کیونکہ میرے خیال میں سکول کالج میں جو نصیحتیں کی جاتی ہیں وہ اجتماعی نصیحتیں ہوتی ہیں جب کہ جو آٹوگراف آپ کسی کی ڈائری یا کاپی میں دیتے ہیں وہ انفرادی ہوتا ہے اس طرح کوئی بھی شخص انفرادی نصیحت پر بہتر عمل کر سکتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس کا عمل اس آٹوگراف میں لکھی گئی خوبصورت بات کے مطابق ہو۔ آٹوگراف کے سلسلہ میں ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔ کہ آٹوگراف دیتے وقت ہچکچانا نہیں چاہئے۔ آپ مختصر اور جامع بات لکھنے کی کوشش کریں جو کسی بھی شخص کی زندگی کا بہتر اور موثر تعین کرسکے۔ آٹوگراف ان سکول اور کالجوں کی حسین یادوں میں سے ایک خوشگوار یاد ہے جنہیں اگر بھلانا بھی چاہیں تو بھلا نہیں سکتے۔

بقیہ : ص ٤

پڑتی ہے جسے

P.S.L.A Petition For Special Leave to appeal

کہتے ہیں۔ یہ باتیں زیادہ قانونی اور چنداں مشکل ہیں مگر چونکہ اکثر لوگوں کو ان سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے میں نے متعلقہ قوانین کو آسان لفظوں میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔ کن کیسوں میں سپریم کورٹ میں اپیل AsOfright ہو سکتی ہے اور کن کیسوں میں اپیل کے لئے اجازت لینا پڑتی ہے کسی اگلے مضمون میں بیان کیا جائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ : ص۵

ہوئی ہے دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ قوموں کی ترقی عام لوگوں کا سیاسی طور پر ان اصولوں پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے اس ترقی کا اشارہ سوشل زندگی میں دوسرے حقائق کے ساتھ ملتا ہے مثال کے طور پر جمہوریت کی نشو ونما کے مختلف مراحل' پرنٹنگ کے شعبہ میں اصلاح اور بہتری سے برابری لائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس کی ترقی اور نشو ونما نے سستا لٹریچر اور سستے اخبارات پیدا کرنے کا مطالبہ کیا ہے دوسری طرف اس بات کا انحصار سپلائی پر ہے سستا لٹریچر اور سستے اخبارات کی نشو ونما صنعتی ترقی پر منحصر ہے اور ہماری ٹیکنیکل مہارت اور ذرائع کا انحصار وسائل پر ہے روزانہ اخبارات کی پیداوار ہزاروں آلات کی بدولت ہے بھاپ اور بجلی وسیع پیمانے پر مشینوں کو حرکت دیتی ہے اور آج سوسائٹی کا دارومدار ان پر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جمہورت کی ترقی کا تعلق اشارتاً صنعت اور ٹیکنیک کی ترقی سے ہے۔ ریلوے۔ سستی ڈاک۔ ٹیلی گراف چھاپہ خانہ ترقی میں انتہاء کو پہنچ گیا ہے انسانی آواز کا مخصوص اثر ابھی اپنے عروج کو نہیں پہنچا تاہم تار اور چھاپہ خانوں کے ذریعہ بڑے پیمانہ پر جمہوریت کی ترقی ہو رہی ہے۔ موجودہ جمہوریت وہ تعلیم دیتی ہے جو پرانے پیمانہ زمانے کی جمہوریتیں اپنی ہردلعزیز اسمبلیوں اور مارکیٹوں میں میل جول کے سلسلہ میں دیا کرتی تھیں۔ لہٰذا جلد دیکھا جائے گا کہ جمہوریت موجودہ دور میں ایک عام تاریخی تحریک کی حیثیت سے مزید وسعت اختیار کرے گی۔ اس کے نتائج اچھے ہوں گے یا برے کوئی آدمی پیشگوئی نہیں کر سکتا۔ شاید ہی کوئی اس امر سے انکار کرے کہ اس نے موجودہ قوموں میں ذہانت اور اخلاق کو بڑے پیمانہ پر بلند کیا ہے۔ ایک شہری نرسری سے لے کر ہائی تعلیم کے مسلسل عمل میں داخل ہونے تک وہ اپنے ساتھ ان گنت ذمہ داریوں کی تربیت اور نظم وضبط کے بے شمار مراحل میں سے گزرتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی شہریت کی حفاظت کرتا اور عوام کے مفادات کی مسلسل نگرانی کرتا اور عوام کی تنقید سے بچاتا ہے۔

دوسری طرف جمہوریت کے نقصانات بھی کافی واضح ہیں

(۱) نمائندے جیتنے والی بڑی تعداد حکومت یعنی صاحب اقتدار گروہ کنٹرول کرتا ہے۔

(۲) اقتداری گروپ اخبارات کے خاص مفادات پارٹی کی نگرانی میں پوشیدہ ہوتے ہیں لہٰذا ان مفادات کو حاصل کرنے کے لئے قربانی - خدمات۔ تجربہ شدہ پالیسیوں اور منصوبوں کو تہ وبالا کرنے کا قانونی جواز ملتا ہے۔

(۳) لیڈر اور اخبارات سچے اور مخلص سیاستدانوں کو اقتدار سے بے دخل کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اس ضمن میں امور خارجہ کی انتظامیہ کے دخل کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

(۴) ایک نقصان یہ بھی ہے کہ جمہوری حکومت کے استقلال اور تسلسل کو قائم نہیں رکھا جاسکتا۔ ایسا روس میں مطلق العنان حکومت کے دور میں ہوا۔

جمہوریت کی خوبیاں اور نقائص 'فوائد اور نقصانات پر مندرجہ بالا سطور لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ تمام شہری' مدبر اور سیاستدان ان حقائق کا مطالعہ کریں تاکہ وہ مادی اور ذہنی رنگ میں شہریوں کی بہتر خدمت بجالاسکیں۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم بشیر احمد صاحب اعوان۔ انسپکٹر وقف جدید بعارضہ یرقان بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں وہ اس بیماری میں بہت عرصہ سے مبتلا ہیں جس کا بار بار حملہ ہوتا رہتا ہے۔

○ محترمہ امتہ العزیز صاحبہ بیوہ مکرم قاری محمد امین صاحب شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے اعصابی طور پر تشویشناک حالت میں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم طاہر احمد صاحب بھٹی مربی سلسلہ کی والدہ محترمہ کراچی میں شدید بیماری کی وجہ سے بے ہوش ہیں۔

احباب ان کے لئے دعا کریں

سانحہ ارتحال

○ مکرم رانا محمد نواز خان صاحب ابن چوہدری محمد یعقوب صاحب چک ۲۵ گ ب حال جڑانوالہ مورخہ ۹۳-۹-۱۸ کی رات کو میو ہسپتال میں وفات پاگئے۔

جڑانوالہ سے انکا تابوت ربوہ لایا گیا۔ بیت المہدی میں بعد عصر انکا جنازہ پڑھا گیا اور تدفین عام قبرستان قطعہ نمبر ایک میں ہوئی۔

○ محترمہ شمشاد اختر صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر چوہدری محمد اشرف صاحب فیصل آباد جو عرصہ پانچ سال سے گردوں کی تکلیف میں مبتلا تھیں مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۹۳ء کو راولپنڈی ہسپتال میں وفات پاگئیں ان کی عمر ۵۵ سال تھی۔

ان کی میت ۹ ستمبر کو ربوہ لائی گئی جنازہ پڑھا جانے کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ان وفات پانے والوں کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

مجالس انصار اللہ پاکستان

نصاب امتحان سہ ماہی چہارم ۱۹۹۳ء

○ تمام زعماء کرام مجالس انصار اللہ پاکستان مندرجہ ذیل نصاب برائے امتحان سہ ماہی چہارم ۱۹۹۳ء سے انصار اللہ کو بروقت آگاہ فرمادیں۔

۱۔ ترجمہ کلام الٰہی پارہ نمبر ۸ نصف آخر

۲۔ کتاب از روحانی خزائن "کشتی نوح" مکمل

۳۔ کتاب بنیادی نصاب...... مکمل

نیز استدعا ہے کہ وقتاً فوقتاً یاد دہانی کے ذریعہ تمام انصار کو باقاعدہ مطالعہ کا پابند کر کے زیادہ سے زیادہ انصار کو شریک امتحان کیا جائے۔ یہ امتحان وسط دسمبر ۱۹۹۳ء میں ہو گا۔

(قائد تعلیم۔ مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ)

ضروری اعلان

○ مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ لاہور اپنی تاریخ مرتب کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے دوست جو علاقہ لاہور کے زیر قیادت مختلف عرصہ میں خدمت دین کی توفیق پاتے رہے ہیں ان سے بھی اور علاقہ لاہور کے زیر انتظام آنے والے ابتدائی سالوں میں سابق قائدین اضلاع ساہیوال' گوجرانوالہ' سیالکوٹ اور بہاولنگر' قصور' لاہور' اوکاڑہ اور شیخوپورہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنے موجودہ رابطہ ایڈریس سے خاکسار کو نہ صرف تحریراً مطلع کریں بلکہ اس دور میں علاقہ لاہور کے تحت کی جانے والی مختلف مساعی / معلومات / واقعات اور تصاویر ارسال کریں جو بطور امانت خاکسار کے پاس رہیں گی اور فراغت کے بعد واپس لوٹا دی جائیں گی۔ اپنی پاسپورٹ سائز تصویر بھی ساتھ ارسال کریں۔

رابطہ منور علی شاہد
(کنوینر کمیٹی تاریخ)
115/A- علامہ اقبال روڈ (دار الذکر)
لاہور فون گھر- 6812921

اعلان دار القضاء

(مکرم عبد الرزاق صاحب بابت ترکہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ)

ورثاء محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ میاں عبد العزیز صاحب مغل آف لاہور نے درخواست دی ہے کہ ان کی والدہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ لہٰذا ان کا قطعہ نمبر ۱۰/۲۱ برقبہ ۱۶ مرلے واقع محلہ دار النصر ربوہ درج ذیل طریق پر تقسیم کر دیا جائے۔

۱۔ مکرم عبد الرزاق صاحب (پسر) ۱۰ مرلے

۲۔ مکرمہ امتہ القدیر صاحبہ (دختر) ۶ مرلے

دیگر ورثاء (جن کو اس انتقال پر کوئی اعتراض نہ ہے) کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مکرم عبد الباسط صاحب (پسر)

۲۔ محترمہ سلمٰی مطہرہ صاحبہ (دختر)

۳۔ محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ (دختر)

۴۔ محترمہ آمنہ صدیقہ منان صاحبہ (دختر)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس (۳۰) یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

ضرورت ڈاکٹرز

○ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مندرجہ ذیل آسامیاں (ڈاکٹرز) خالی ہیں۔

نام آسامی : ۱۔ آئی رجسٹرار
گریڈ 3170-215-5750
500NPA

تعداد : 1

نام آسامی : ۲۔ ویمن میڈیکل آفیسر
گریڈ : 3170-215-5750
500NPA

خواہش مند کوالیفائیڈ خواتین و حضرات اپنی درخواستیں بمعہ نقول سرٹیفکیٹس صدر صاحب محلہ یا امیر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ مورخہ ۱۵۔ اکتوبر تک دفتر فضل عمر ہسپتال ربوہ پہنچادیں۔ ایڈمنسٹریٹر
فضل عمر ہسپتال ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : ۳۰۔ ستمبر۔ رات کو ٹھنڈ ہوتی ہے۔ اور دن قدرے گرم۔ ربوہ کا درجہ حرارت ۳۳ درجے سنٹی گریڈ

○ پاکستان مسلم لیگ پنجاب (نواز گروپ) کے صدر، سابق وزیر اعلیٰ پنجاب اور این۔اے ۱۲۳ سے امیدوار قومی اسمبلی چوہدری غلام حیدر وائیں کو تلمبہ کے نواحی علاقے "نصرت پور" کے قریب چار نامعلوم مسلح افراد نے کلاشنکوف کے یکے بعد دیگرے برسٹ مار کر ہلاک کر دیا۔ آپ تلمبہ کی نواحی بستی ملوکا سے واپس میاں چنوں آ رہے تھے کہ ملزموں نے نصرت پور کے قریب سڑک پر گڑھا کھود کر ان کی پیجارو گاڑھی کو روک لیا اور شیشے توڑ کر غلام حیدر وائیں کے سینے پر برسٹ مارا اور جب وہ گاڑی سے نیچے گر پڑے تو قاتلوں نے اپنی تسلی کے لئے ان پر مزید برسٹ مارے اور بعد ازاں فرار ہو گئے۔ وائیں کے ایک ساتھی کو زخمی کرنے کے بعد ملزموں نے باقی افراد کو بھگا دیا۔ مسلم لیگی ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ ایک سیاسی قتل ہے لیکن پولیس والوں کے مطابق قتل میں ملوکا برادری کے لوگ ملوث ہیں جو غلام حیدر وائیں سے مخالفت رکھتے تھے۔

○ غلام حیدر وائیں سابق وزیر اعلیٰ پنجاب امرتسر بھارت میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم میاں چنوں میں حاصل کی۔ ۱۹۶۱ء میں پہلی بار بلدیہ میاں چنوں کے چیئرمین منتخب ہوئے اور ۱۹۶۹ء تک دو بار اس عہدہ پر فائز رہے۔ ایوب خان کے دور میں کنونشن مسلم لیگ کے سرگرم رکن رہے۔ بھٹو دور میں دو دفعہ جیل گئے اور انہیں پنجاب مسلم لیگ کا جنرل سیکرٹری بنا دیا گیا۔ ۱۹۸۵ء میں پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اور انہیں صوبائی وزارت ملی ۱۹۸۸ء میں وہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور انہیں قائد حزب اختلاف بنایا گیا۔ ۱۶ اگست ۱۹۹۰ء کو جب سابق صدر غلام اسحاق خان نے وفاقی اور صوبائی حکومتیں برطرف کیں تو انہیں پنجاب کا نگران وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا اپریل ۱۹۹۳ء میں ان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک منظور کر لی گئی اور وہ وزارت اعلیٰ سے محروم ہو گئے۔ بعد ازاں انہیں پنجاب مسلم لیگ (ن) کا صدر بنا دیا گیا۔

○ نگران وزیر اعظم پاکستان معین قریشی نے سابق وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں کے قتل پر افسوس اور تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ہدایات جاری کی ہیں کہ مرکزی قائدین کے جلسوں میں مسلح کمانڈو تعینات کئے جائیں اور سیاسی رہنماؤں سے بھی کہا ہے کہ وہ قابل اعتماد ساتھیوں کے علاوہ کسی کو پاس نہ آنے دیں۔ انہوں نے کہا کہ انتخابات ملتوی نہیں ہوں گے البتہ خوف کی فضا کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ حکومت نے تمام سیاسی رہنماؤں کے لئے سخت حفاظتی اقدامات کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

○ پاکستان کے تقریباً تمام سیاسی لیڈروں نے سابق وزیر اعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں کے افسوس ناک قتل پر گہرے دکھ اور دلی رنج کا اظہار کیا ہے۔ ان تمام لیڈروں نے اس سانحہ کی فوری تحقیقات اور قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سیاست دانوں کا تحفظ مشکوک ہو گیا ہے اور مطالبہ کیا کہ ذمہ دار افراد کو منظر عام پر لایا جائے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں محمد نواز شریف نے کہا کہ غلام حیدر وائیں کے قتل سے تحریک پاکستان کا ایک سنہری باب ختم ہو گیا ہے۔ وہ اول و آخر پاکستانی تھے اور تحریک پاکستان سے ان کی وابستگی قابل تعریف تھی۔ پاکستان مسلم لیگ (ج) کے صدر حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ مقتول ایک سچے مسلم لیگی تھے اور مسلم لیگ کے لئے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں تحریک جعفریہ پاکستان کے سربراہ علامہ سید ساجد نقوی نے کہا کہ مرحوم صاف ستھری سیاست کے علمبردار تھے انہوں نے مسلم لیگ کے لئے اپنی زندگی وقف رکھی اور وہ ایک انسان دوست اور بے ضرر انسان تھے۔

○ پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ اور مسلم لیگ کے صوبائی صدر غلام حیدر وائیں کے قتل کی خبر کو بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے انتہائی اہمیت دیتے ہوئے فوری طور پر نشر کیا بی بی سی ٹیلی وژن اور سی این این نے اپنی عالمی خبروں کے درمیان یہ خبر دی۔ بی بی سی نے کہا کہ یہ انتخابی مہم کے دوران ہونے والا تشدد کا سب سے بڑا واقعہ ہے اور اس کے انتخابی مہم اور ملکی سیاست پر گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔

○ پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں کے قتل کے واقعہ کے بعد نگران وزیر اعظم معین قریشی نے اپنا دورہ سعودی عرب منسوخ کر دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ اہم سیاسی شخصیات کے تحفظ کے لئے اضافی اقدامات کئے جائیں۔

○ سابق وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں کے افسوس ناک قتل کے بعد انتخابی قوانین کے مطابق ان کے حلقہ میں ۶۔ اکتوبر کو انتخاب نہیں ہو سکے گا اور اس کے لئے الیکشن کمیشن نیا شیڈول دے گا۔

○ غلام حیدر وائیں جو کہ مسلم لیگ (ن) پنجاب کے صدر تھے کی جگہ اب پرویز الٰہی قائم مقام صدر رہوں گے۔

○ بتایا گیا ہے کہ تمام بدعنوان سرکاری افسروں کو فارغ کر دینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں فوری طور پر کراچی کے کمشنر انکم ٹیکس اور ڈپٹی کمشنر انکم ٹیکس کو نوکری سے برطرف کر دیا گیا ہے۔

○ اسلامک فرنٹ کے صدر قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ صحیح تحقیقات کی جائے تو بے نظیر اور نواز شریف دونوں وزارت عظمیٰ کے لئے نااہل ثابت ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ کروڑوں کا الزام کرائے کے آدمیوں سے لگوایا گیا ہے۔ اگر ان کے پاس ایک دھیلے کی خیانت کا ثبوت ہے تو عدالت میں پیش کریں۔

○ امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی نے پی ایل او پر عائد پابندیوں کے اٹھائے جانے کے حق میں ووٹ دے دیا ہے۔

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں

ہر قسم ڈش انٹینا
خریدنے کے لئے

قیمت۔/۵۰۰ ۱۱ ڈش، ۱۲ بمع مکمل فٹنگ

نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱ - ہال روڈ - لاہور
فون :- ۳۵۵۴۲۲ - ۷۲۲۶۵۰۸

ہر سائز، ہر قسم فریج، ڈیپ فریزر، ٹی وی، واشنگ مشین بازار سے بارعایت خریدنے کیلئے

عثمان الیکٹرونکس

۱- لنک میکلوڈ روڈ لاہور پر تشریف لائیں
فون :
۷۲۲۳۴۰۴ - ۷۲۳۱۶۸۰ - ۷۲۳۱۶۸۱

دانتوں کا معائنہ مفت **احمد ڈینٹل کلینک**
ڈینٹسٹ طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
رانا مدثر احمد ۴/۱ ۳ بجے تا ۴/۱ ۸ بجے شام

جرمن ہومیو پیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز، پوٹنسیاں اور بائیوکیمک کی تمام ادویات خالی شیشیاں کے علاوہ اور ہر قسم کی ٹکیاں اور گولیاں بھی دستیاب ہیں۔
شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں۔
کیور۔ سٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
گول بازار۔ ربوہ پاکستان۔ فون ہاؤس 771 کلینک 606

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر حضرت حکیم نظام جان کے فرزند
حکیم عبدالحمید اعوان کا
ماہانہ پروگرام
• ۵ تا ۷ تاریخ۔ مشہور دواخانہ نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ۔ فون ۹۰۶
• ۱۰ تا ۱۲ تاریخ۔ سیکٹر آئی ۱۰/۲ گلی نمبر ۳۲۔ اسلام آباد
• ۱۵، ۱۶ تاریخ۔ مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالر والہ۔
• ۲۱ تا ۲۳ تاریخ۔ مشہور دواخانہ محمود آباد ۳ کراچی۔ فون PP۵۴۸۱۷۹
• ۲۵ تا ۲۷ تاریخ۔ مشہور دواخانہ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ۔ ملتان۔ فون :- PP۵۱۰۵۶۴
⇦ باقی دنوں میں مشہور دواخانہ نزد پنڈی بائی پاس جی۔ ٹی روڈ گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے گوجرانوالہ فون ۲۱۹۰۶۵-۲۱۸۵۳۴